

## روزے اور ان کی حکمت

شاہ ولی اللہ صاحب روزوں کے بیان میں فرماتے ہیں :- انسان کے اندر جو ملکیت کی قوت ہے، اس کے احکام کے ظہور سے شدہ قسم کی بھیمیت کی قوت جو انسان کے اندر ہے، خارج ہوتی ہے۔ اس لئے قوت بھیمیت کو مغلوب کرنے کی طرف خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ بھیمیت کو شہوانی لذتوں میں انہماک اور کھانے پینے سے تقویت ملتی ہے۔ چنانچہ تمام مختلف مذاہب کے ماننے والے اور دور دراز ملکوں کے رہنے والے جو قوت ملکیت کے احکام کو پروئے کار لانا چاہتے ہیں، وہ سب کے سب ان اسباب کو کم کرنے پر متفق ہیں جن سے قوت بھیمیت تقویت پکڑتی ہے۔

وہ چیزیں جن کی قوت بھیمیت منتمی ہوتی ہے، جن سے وہ لذت حاصل کرتی ہے، ان کا ترک کرنا روزہ ہے۔ اب یہ تو ہو نہیں سکتا کہ ہمیشہ ہمیشہ روزہ رکھا جائے۔ اس لئے ضروری ہے کہ روزوں کے لئے ایک محدود مدت معین ہو۔ اور وہ نہ اتنی کم ہو کہ اس میں روزے رکھنا قطعاً بے سود ہوں اور انسان کو ان سے غذائے روحانی حاصل کرنے میں ناکامی ہو اور نہ وہ اتنی زیادہ ہو کہ انسان کے قوی جواب دے دیں اور وہ سیدھا قبرستان پہنچ جائے۔ کھانا پینا کم کرنے کے دو طریقے ہیں۔ ایک یہ کہ کھانے پینے کے مقدار کم کر دی جائے۔ دوسرا یہ کہ کھانے پینے کے عام اوقات جن کا آدمی عادی ہو، ان میں زیادہ وقفہ کر دیا جائے۔ شرائع الہیہ میں دوسرے طریقے کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ کیونکہ یہ گراں بار بھی نہیں اور نفس کو اس سے اچھی خاصی تکلیف بھی پہنچ جاتی ہے۔ انسان بھوک پیاس کا مزہ بھی چکھ لیتا ہے اور قوت بھیمیت بھی متاثر ہوتی ہے۔

پہلا طریقہ انسان کو بتدریج کمزور کرتا جاتا ہے۔ وہ اس کمزوری کو برداشت کرتا ہے۔ اور اس کی پروا نہیں کرتا۔ یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ پھر اس طریقے کو عام تشریح کے تحت لانا دشوار امر ہے۔ کیونکہ لوگوں کی خوراک کی مقدار مختلف ہوتی ہے۔

غرض یہ ضروری ہوا کہ روزے کا ضابطہ یہ ہو کہ پورے دن بھر کھانا پینا اور شہوانی لذت کو ترک کیا جائے۔ اور کامل ایک ماہ کے روزے

ہوں۔ روزوں کے اٹنے ہفتہ دو ہفتہ کی مدت ناکافی ہے، کیونکہ اس سے متعلق اثر پیدا نہیں ہوتا اور اگر دو ماہ کی مدت مقرر کی جائے تو اس سے آنکھوں میں حلقے ہز جاسکتے۔ آنکھیں اندر دھنسی جائیں گی۔ نفس بالکل کمزور ہو جائے گا۔ اور یہ بات لا تعداد برتنہ ہمارے مشاہدے سے گذری ہے۔

اور یہ بھی ضروری تھا کہ پورے دن کا حساب طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک ہو۔ کیونکہ سبوں کے ہاں پورے دن کا بھی حساب تھا۔ ہوم ہائوسہ کے روئے ان دنوں کا اس طرح حساب ہوتا تھا۔ اور سہنے کا حساب بھی ایک چار سے اور پت کے دیکھنے تک تھا۔ عرب اسی کو سپینہ کہا کرتے تھے۔ وہ شمسی سپینوں کا حساب نہیں لکاتے تھے۔

اور جب یہ ضروری ہوئی کہ روزوں کے بارے میں ایک تشریحی حکم جاری کیا جائے۔ اور چونکہ ساری دنیا کی اصلاح پیش نظر تھی۔ اس لئے ایک خاص سپینہ مقرر کر دیا گیا اور ہر شخص کو آزاد نہیں چھوڑا گیا کہ اپنی اپنی سہولت کے مطابق جس سپینے میں چاہے روزے رکھ لیا کرے۔ اس سے حملے حوالے اور کابل و سنی کا دروازہ کھل جاتا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔

نیز یہ کہ مسلمان جب کسی عمل پر ایک وقت مقرر میں مجتمع ہوتے ہیں۔ اور وہ ایک دوسرے کو عمل کرتے دیکھتے ہیں، تو اس سے ہر ایک کو عمل میں مدد ملتی ہے ہر ایک کے لئے عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ اور یہ اجتماعی عمل ہر ایک کو عمل کے لئے ابھارتا ہے۔

نیز مسلمانوں کا اجتماعی عمل ان کے اندر اتفاق اور یک جہتی پیدا کر دیتا ہے۔ ان کے خواص و عوام کے حق میں ملکوتی برکت کے نزول کا موجب بن جاتا ہے۔ اس اجتماعی عمل کے ادنیٰ سے ادنیٰ اثر یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کامل بندوں کے انوار کا عکس ادنیٰ درجہ کے لوگوں پر پڑتا ہے۔ ان کی دعائیں ان کو کھیر لیتی ہیں۔ اور ہر چہار طرف سے ان پر چھا جاتی ہیں۔

اور جب روزوں کے لئے سپینہ کا تعین ضروری ہو گیا، تو اس کے لئے اس سپینے سے زیادہ مستحق اور کون سا سپینہ ہوگا، جس میں کہ قرآن حکیم نازل ہوا۔ اور سات محمدیہ کا سنگ بنیاد رکھا گیا اور یہی وہ سپینہ ہے، جس میں لیلۃ القدر ہونے کا کمان ہے۔

( ترجمہ و تلخیص از حجة الله الباقہ )